Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 08, Issue 16, July-December2023,

Email: alirfan@mul.edu.pk

العرفان

ففتھ جنریشن وار فیئر اور اس کے اہم ذرائع (اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تناظر میں)

Fifth Generation Warfare and its Important Sources (An Islamic and Contemporary Views)

Hafiz Ahmad Saeed Awan
M.Phil Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad
hafizahmadsaeed@gmail.com

Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi
Assistant Professor Department of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad

ABSTRACT

Fifth-generation warfare is conducted by psychological tactics. This war is primarily fought through non-kinetic military action such as misuse of social media, spreading misinformation, and cyber-attacks along with emerging technologies like artificial intelligence and fully autonomous systems. The term “fifth-generation warfare” was first time used in 2010 by Lieutenant Colonel Alberts who was an American army officer and theorist. The concept of four generations in the history of modern warfare was created by a team of United States analysts including William S. Lind in 1989 for an argument about changing the face of war entering into a fourth generation. The intention behind fifth-generation war is to use the latest technology of the current era as well as save all resources that are used in physical warfare.

Keywords:

Fifth Generation Warfare, Non-kinetic Military Action, Social Media, Cyber-attacks, Artificial Intelligence, Lieutenant Colonel Alberts, William S. Lind.

https://doi.org/10.58932/MULB0022

تعارف موضوع: (Introduction to the Topic)

ففتھ جنریشن وارفیئر (Fifth Generation Warfare) جنگوں کی اقسام میں سے ایک ایسی قسم ہے جو ہتھیاروں کے بجائے عقل اور علم کے استعمال سے لڑی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ نفسیاتی اور نظریاتی جنگ ہے جس میں اہم توجہ اس بات پر مرکوز ہوتی ہے کہ دشمن جس نظر سے دنیا کو دیکھ رہا ہے اس انداز نظر ہی کو تبدیل کر دیا جائے۔ جس سے ایک قوم حسی طور پر تو وجود رکھتی ہے مگر اپنی نظریاتی اساس کھو بیٹھتی ہے۔ ففتھ جنریشن وارفیئر عمومی جنگی ہتھیاروں کے بجائے معلومات کے ہر جائز اور ناجائز استعمال سے اس طرح لڑی جاتی ہے کہ ہتھیاروں سے لیس طاقتور افواج کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ کار کچھ یوں ہوتا ہے کہ معمولی سی بات کو انتہائی اہم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مقامی اور بین الاقوامی میڈیا کو آلہ کار بنایا جاتا ہے جبکہ سوشل میڈیا اس کا اہم ترین اور مؤثر ہتھیار شمار ہوتا ہے۔

اہمیت موضوع: (Importance of the Topic)

ساری انسانیت اور خصوصاامت مسلمہ کو عصر حاضر میں جن چیلنجز (Challenges) کا سامنا ہے ان میں سے ایک ففتھ جنریشن وارفیئر ہے کیونکہ سوشل میڈیا (Social Media) آسانی سے ہر ایک کی دسترس میں ہے جس پر رائے عامہ کو ہموار کرنے کا کام بخوبی کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے جس سے عوام تو ایک طرف کئی خواص بھی ناواقف ہیں۔ اس کی آگاہی اسی لیے ضروری ہے کہ اس میں حملے کی نوعیت پوشیدہ اور خفیہ ہوتی ہے جس سے وہ لوگ بھی کئی مرتبہ ٹھیک طور پر واقف نہیں ہوتے جن کا اس سے براہ راست واسطہ ہوتا ہے۔

ففتھ جنریشن وارفیئر میں تمام تر کوشش اس بات پر مرکوز ہوتی ہے کہ دشمن کا مشاہدہ مخالف کی متعین کردہ سمت میں ہو یعنی جو وہ دشمن کو دکھانا چاہے دشمن وہ ہی دیکھے اور جو دشمن سے چھپانا چاہے اس طرف دشمن کی توجہ جا ہی نہ سکے۔ وہ حالات کا صحیح خاکہ بنانے میں ناکام رہے وہ صورتحال کو اسی طرح دیکھے جس طرح مخالف نے اس کو وضع کیا ہو۔ جب وہ دشمن کے مشاہدے کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جائے گا تو دشمن کا مشاہدہ غلط ہو گا اور اس کی ان مشاہدات کی روشنی میں طے کی جانے والی ترجیہات بھی درست نا ہوں گی اور پھر ان ترجیہات کے مطابق غلط فیصلے کیے جائیں گے اور پھر بالآخر یہ فیصلے غیر موثر عمل پر منتج ہوں گے۔

مختلف گروہوں، قبیلوں یا ملکوں کے درمیان ہونے والے تصادم کو جنگ کہا جاتا ہے۔ جنگ مسلح ہونے کی صورت میں تباہ کن ہوتی ہے اور ایسی جنگوں میں فتح چاہے کسی کی بھی ہو بہر کیف نقصان دونوں اطراف کا ہوتا ہے۔ انسانوں کی تاریخ جنگوں سے بھری پڑی ہے اور جنگ کا لفظ آنے سے ذہن میں سب سے پہلے مسلح جنگ ہی آتی ہے لیکن ساری

جنگیں ایسی نہیں ہوتیں۔ پچھلی صدی عیسویں میں دنیانے سرد جنگ کی اصطلاح سنی جس سے مراد دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے مابین ایسا تناؤ اور مقابلہ تھا جو بظاہر جنگ نہ تھی لیکن پس پردہ ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لیے مختلف شعبوں میں کاروائیاں جاری تھیں۔اس لحاظ سے جنگ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ جو اسلحہ سے لڑی جاتی ہیں جبکہ دوسری قسم میں اسلحہ تو استعمال نہیں کیا جاتا لیکن وہ افکار و نظریات کو منوانے کی جنگ ہوتی ہے۔

نظریاتی جنگ:

نظریاتی جنگ کی تعریف کرتے ہوئے مولانا اسماعیل ریحان لکھتے ہیں:

"مَجْموْعة الجهود اَلّتِی تقُومُ بها الأُمة مِن الامم للْاِستِيلاءِ على اُمة اُخرٰی اَو التَاثِير عليها حتّٰی تَتَّجه وَجهة مُعينة"(1)

"یہ ان کوششوں کے مجموعے کا نام ہے جن کے ذریعے کوئی قوم دوسری قوم پر غالب آتی یا اسے متاثر کرتی ہے تاکہ اسے ایک خاص شکل میں ڈھال دے۔"

نظریاتی جنگ کی تعریف میں جن کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد وہ تمام شعبے ہیں جن میں یہ جنگ لڑی جاتی ہے۔اگر معاش کے شعبہ کو دیکھا جائے تو پچھلی کئی دہایوں سے دنیا سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام میں تقسیم ہے۔جو ملک ان دو میں سے جس بھی نظام کا حامی ہے وہ دوسرے ممالک کو بھی قائل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

جہاں تک بات ہے متاثر کرنے کی تو اس سے مراد کارکردگی ہے۔معاشی نظام ہی کی مثال کو لیا جائے تو اشتراکی نظام کے ماننے والے ان ممالک کو مثالی قرار دیتے ہوئے قابل تقلید گردانتے ہیں جہاں اس کی وجہ سے لوگ خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔بیسویں صدی عیسویں کی دوسری دہائی میں آنے والا انقلاب اشتراکی سوچ رکھنے والوں کا نقطہ عروج ہے اور وہ انقلاب روس میں آیا تھا۔(2)اشتراکی نظام کے حامی اس انقلاب کو بنیاد بناتے ہوئے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں کہ یہ نظام بہترین معاشی صورت حال کا ضامن ہے جبکہ کارکردگی کی مثال دیتے ہوئے روس اور اس کے بعد چین کا نام لیتے ہیں۔خاص شکل میں ڈھالنے سے مراد مخالف سے اپنا نظریہ تسلیم کروالینا ہے۔

---

(1) محمد اسماعیل ریحان، نظریاتی جنگ کے محاذ، المنهل پبلشرز، کراچی، ۲۰۱٦ء، ص ۲۲

(2) اسرار احمد، ڈاکٹر، رسول انقلاب کا طریق انقلاب، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، س ن، ص

ففتھ جنریشن وار فیئر (Fifth Generation Warfare)

طارق اسماعیل ساگر اپنی کتاب 'بھارتی نفسیاتی دہشت گردی' میں ففتھ جنریشن وار فیئر کی تعریف ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

"ففتھ جنریشن وار ہتھیاروں کے بجائے عقل اور علم کے ہر جائز اور ناجائز استعمال سے اس طرح لڑی جاتی ہے کہ آپ اپنے کمال فن سے بہترین ہتھیار رکھنے والی دنیا کی طاقتور فوج کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر سکتے ہیں"([1])

عقل سے لڑی جانے کا مطلب اس جنگ کا نفسیاتی پہلو ہے جبکہ علم سے مراد نظریات ہیں جن کی وجہ سے یہ جنگ لڑی جاتی ہے۔ جہاں تک علم کے استعمال کی بات ہے تو عصر حاضر میں اس کا تعلق سوشل میڈیا سے ہے۔ اسی لیے تعریف میں علم کے ناجائز استعمال کی بات کی گئی کہ سوشل میڈیا پر جھوٹ بنانا، پھیلانا اور جھوٹے انداز کو اپنانا یعنی جعلی اکاؤنٹس (Fake Accounts) بنانا آسان ہیں چاہے اس کا طریقہ کوئی بھی ہو اس کا اصل مقصد نفسیاتی طور پر دشمن کو زیر کرنا ہے۔

نظریاتی جنگ اور ففتھ جنریشن وار فیئر کا تعلق:

ماضی میں جس جنگ کو نظریاتی جنگ کہا جاتا تھا اکیسویں صدی عیسوی کے تقریباً آغاز سے اسی کو ففتھ جنریشن وار فئیر کا نام دے دیا گیا ہے۔ دور جدید میں نظریاتی جنگ کے ذرائع اپنی شکلیں تبدیل کر چکے ہیں۔ ماضی میں اپنے نظریات و عقائد یا جھوٹ اور غلط معلومات کو پھیلانے کے لیے افرادی قوت کی ضرورت ہوتی تھی جبکہ موجودہ دور میں یہی کام ذرائع ابلاغ کی مختلف شکلوں سے لیا جارہا ہے۔ ماضی میں معلومات پھیلنے میں بھی کافی وقت لگتا تھا جبکہ دور حاضر میں چند لمحوں کے اندر نہ صرف معلومات دور دراز علاقہ میں منتقل ہو جاتی ہے بلکہ لوگ گھروں میں بیٹھ کر ہی ہزاروں میل دور کے مناظر براہ راست دیکھ رہے ہوتے ہیں جس سے بڑے پیمانے پر لوگوں کو متاثر کرنا آسان ہو گیا ہے۔

نظریاتی جنگ کی تاریخ:

نظریاتی جنگ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا پرانا خود انسان ہے۔ اس کائنات کے آغاز میں دو کردار ہی تھے ایک حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرا کردار ابلیس کا تھا۔ اس نے جس انداز سے آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کے سامنے اپنے جھوٹ کو ملمع سازی کر کے رکھا قرآن پاک نے اس کو یوں بیان فرمایا:

---

(1) ساگر، طارق اسماعیل، بھارتی نفسیاتی دہشت گردی، ساگر پبلی کیشنز، لاہور، ، ص

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُوْرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ﴾(1)

"شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہوں کو ان کے سامنے کھول دے جن کو چھپایا گیا تھااور اس نے کہا تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے نہ ہو جاؤ۔اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں"

شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کے سامنے جھوٹ بولا اور پھر اپنے اس جھوٹ کو پکا کرنے کے لیے اللہ کی قسم بھی کھالی۔ایک ایمان والے کے سامنے جب اللہ کا نام لے کر کسی چیز کو بیان کیا جائے تو وہ فوراً مان جاتا ہے کہ اس ہستی کے نام پر تو جھوٹ نہیں بولا جائے گا مگر ایک فریبی اور مفاد پرست تو صرف اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے اسے اس بات سے غرض نہیں ہوتی کہ وہ جائز طریقہ اپنا رہا ہے یا ناجائز طریقہ کو اختیار کر رہا ہے۔مذکورہ مثال میں جو طرز بیان ہوا ہے نظریاتی جنگ میں بھی ایسے ہی وار کیا جاتا ہے کہ معلومات کو اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والا اس پر یقین کر لے۔

جنگوں کی اقسام:

جنگوں کو زمانے، ہتھیار اور انداز کی بنیاد پر مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ففتھ جنریشن وار کی اصطلاح سننے سے ہی خیال آتا ہے کہ اگر یہ جنگ کی پانچویں قسم ہے تو یقیناً اس سے پہلے چار اور قسمیں بھی ہوں گی۔جنگوں کو ان اقسام میں 1989 میں تقسیم کیا گیا۔جنگوں کو ان اقسام میں تقسیم کرنے والے امریکی فوج کے لیفٹیننٹ کرنل البراٹس (Lieutenant Colonel Albrats) کرنل جوزف (Colonel Josef) کرنل کیتھ (Colonel Keth) کیپٹن جان (Captain Jann) اور امریکی دفاعی تجزیہ نگار ولیم ایس لنیڈا (William S.Lnida) تھے۔(2) جنگوں کی ان اقسام کو مع امثال ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

---

(1)الاعراف 21/07

(2)ساگر، طارق اسماعیل، بھارتی نفسیاتی دہشت گردی، ساگر پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۲۲، ص ۱۰

پہلی نسل کی جنگ(First Generation Warfare)

جنگ کی اس قسم سے مراد وہ جنگیں ہیں جن میں افواج ایک دوسرے کے سامنے قطاریں بنا کر لڑتی تھیں۔اس طرح کی جنگیں اگرچہ زمانہ قدیم سے لڑی جارہی تھیں لیکن جنگوں کی موجودہ اقسام بیان کرنے والوں نے ستر ویں صدی عیسوی کے نصف آخر سے لڑی جانے والی جنگوں کو اس فہرست میں شمار کیا ہے۔اس فہرست میں سب سے اہم جنگ انگلش سول وار (English Civil War) شمار کی جاتی ہے جو چارلس دوم(Charles II) اور اولیور کروم ول (Oliver Crome Will) کے درمیان لڑی گئی تھی۔ایسی جنگوں میں اسلحہ کے طور پر جو چیزیں استعمال ہوتی تھیں ان میں تلوار، چاقو اور نیزے اور دیسی بندوقیں وغیرہ شامل ہیں۔ سواری کے طور پر گھوڑے کو کثرت سے ایسی جنگوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔(1)

جنگوں کی پہلی قسم میں افواج میں لڑنے کا طریقہ بالکل عام سا تھا جیسا کہ چند لوگوں میں اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے یعنی آمنے سامنے آکر لڑائی کرنا۔ جبکہ اسلحہ اور سواریاں بھی ایسی استعمال کی جاتی تھیں جو عام طور پر آسانی سے معاشرہ میں میسر ہوتی تھیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا گلی محلوں میں لوگ ڈنڈوں وغیرہ سے لڑتے ہیں۔ جنگی آلات وطریقہ کے لحاظ سے صدر اسلام میں لڑی جانے والی ساری جنگیں بھی اسی قسم میں شمار کی جاسکتی ہیں لیکن جن مصنفین نے جنگوں کی تقسیم بیان کی ہیں انہوں نے پہلی قسم کو ستر ویں صدی عیسوی کے نصف آخر سے لڑی جانے والی جنگوں سے آغاز کیا ہے۔

دوسری نسل کی جنگ(Second Generation Warfare)

جنگ کی دوسری نسل سے مراد ایسی جنگیں ہیں جن میں فوجیں قطاریں بنا کر ہی لڑتی تھیں لیکن اسلحہ میں تبدیلی آگئی تھی۔ پہلی جنگوں کی نسبت ان میں جدید اسلحہ کا استعمال شروع ہو گیا تھا۔ان ہتھیاروں کو شامل کیا گیا جن میں ایسی بندوقیں تھیں جن میں زیادہ گولیاں ڈالنے کی گنجائش، بہترین نشانہ لگانے اور دور تک گولی کو پھینکنے کے صلاحیت ہوتی تھی۔ بارود کا استعمال بھی شروع کیا گیا جس کے ساتھ بم بنائے جانے کا آغاز ہوا جس کے استعمال نے جنگ کو ایک نئی جہت دی۔ جنگ کا پہلے تصور یہ تھا کہ افواج ایک دوسرے کے آمنے سامنے آکر ہی مقابلہ کرتی تھیں لیکن اسلحہ کی نئی دریافتوں نے اس بات کو آسان بنایا کہ دور سے حملہ کیا جاسکتا ہے۔ مشین گنوں کا استعمال جبکہ توپ خانوں کا تصور بھی انہیں جنگوں میں دیا گیا۔ایک اور واضح فرق جو جنگ کے انداز میں آیا وہ یہ تھا کہ حملہ کرنے کے لیے فوج کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کیا جانے لگا تا کہ جانی نقصان کم اور برتری حاصل کرنے کی صلاحیت بڑھ جائے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کو اس

---

(1)ایضا

قسم میں شمار کیا جاتا ہے اگرچہ دوسری جنگ عظیم کو اس سے اگلی قسم میں بھی شمار کیا جاتا ہے جس کی وجہ اسلحہ کی اس سے بھی اگلی قسم کا استعمال کیا جانا تھا مگر اس کا استعمال عمومی سطح پر نہیں کیا گیا اس لیے دوسری جنگ عظیم کو بنیادی طور پر جنگ کی دوسری نسل میں شمار کیا جاتا ہے۔([1])

جنگ کی دوسری قسم پہلی سے دو وجوہ سے مختلف تھی جس میں ایک فرق اسلحہ کا جبکہ دوسرا انداز کا تھا۔ اسلحہ پہلے کی نسبت بہتر اور جدید استعمال ہونا شروع ہوا جس کو خاص طور پر جنگوں کے لیے ہی تیار کیا گیا اور حملہ کرنے کے انداز کو بھی پہلے سے منظم بنایا گیا تھا۔ دوسری جنگ میں استعمال ہونے والا اسلحہ دُور سے ہی اپنے ہدف کو حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا جس سے قطاروں میں لڑنے والے انداز میں تبدیلی آئی اور فوج کو چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر کے حملہ کرنے کا انداز اپنایا گیا۔

تیسری نسل کی جنگ(Third Generation Warfare)

جن جنگوں میں افواج نے قطاروں کے بجائے فضا سے حملہ کرنا شروع کر دیا وہ جنگ کی دوسری نسل کا اختتام جبکہ تیسری کا آغاز تھا۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جنگ صرف فضا میں ہی لڑی جانے لگی فرق اتنا تھا کہ فوجوں کا تصادم قطاروں کے بجائے ٹینکوں کے ذریعہ ہونا شروع ہو گیا۔ البتہ فضایہ کا شعبہ اتنا مضبوط ہو کر سامنا آیا کہ مخالف کی حد بندی سے گزر کر اس کے علاقہ میں حملہ کرنا آسان ہو گیا۔ انہی جنگوں میں جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کا استعمال کیا جانے لگا جن سے دشمن کے علاقوں میں تنصیبات کو نشانہ بنانا ممکن ہوا۔ پچھلی جنگوں میں فوج کے سپاہی اعلی قیادت کے احکامات کے منتظر رہتے تھے جس بھی طریقے سے ان کو پیغام پہنچایا جاتا یہ اس پر عمل کرتے جبکہ جنگ کی اس قسم میں فیصلہ لینے کا اختیار انہی چھوٹے افسروں کو دیا گیا جو میدان جنگ میں موجود ہوتے۔ اس فرق کی اہم مثال سقوط ڈھاکہ ہے کہ جو قیادت جنگ کے علاقہ میں موجود تھی اسی نے فیصلہ لے کر دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ میدان جنگ تک معلومات کی ترسیل کا کام پہلے افراد کے ذمے ہوتا بعد میں تار کا نظام متعارف کروایا گیا جبکہ تیسری نسل کی جنگوں میں اس مقصد کے لیے ٹیلی فون کا استعمال عمل میں آیا۔ ویتنام، کوریا اور عرب اسرائیل کی چھ روزہ جنگ کو تیسری قسم میں شمار کیا جاتا ہے۔([2])

جنگ کی تیسری نسل تین لحاظ سے پہلی جنگوں سے مختلف تھی۔ ایک تو فضائی افواج کا عمل دخل بہت بڑھ گیا دوسرا پیغام رسانی کا عمل ٹیلی فون کے آنے سے تیز ہوا جبکہ فیصلہ کرنے کا اختیار فوج کی اعلی قیادت سے میدان جنگ میں

---

(1) ایضا

(2) ایضا

موجود چھوٹے افسروں کو منتقل کر دیا گیا۔اس سے جنگوں کی رفتار بہت تیز ہو گئی۔ماضی میں جنگیں سالہا سال چلتی تھیں جیسا کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم جبکہ اس نسل کی جنگوں کے مدت سمٹ کر ہفتوں اور دنوں تک محدود ہو کر رہ گئی۔

چوتھی نسل کی جنگ(Fourth Generation Warfare)

جنگ نے فوج کے علاوہ معاشرہ کے دیگر حصوں تک رسائی حاصل کرنے سے چوتھی نسل کو جنم دیا۔وہ اہم شعبہ جات جن کا استعمال جنگ میں بطور حربہ کے سامنے آیا ان میں سیاست، صحافت، قانون وغیرہ ہیں۔اس کے بعد جنگ نہ تو خالص فوجی مہم رہی اور نہ ہی محض سیاسی تحریک بلکہ ان کے ملاپ نے جنگ کو ایک نئی صورت دی ہے۔ملک کے دیگر شعبہ جات کی جنگ میں مداخلت کو ریاستی عناصر کا استعمال جبکہ دوسرے ممالک کا خفیہ طور پر ملک کے شعبوں میں مداخلت کو غیر ریاستی عناصر کا استعمال کہا جاتا ہے۔اس کا طریقہ یہ اپنایا جاتا ہے کہ اگر کوئی گروہ اپنی حکومت بنانا چاہتا ہے یا اپنی سابقہ حکومت کو ہی واپس لانے کا خواہش مند ہے تو اس سے احتجاج اور مظاہرے کروا کر ریاست کو کاروائی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تاکہ خزانے کا بیشتر حصہ امن وامان کی صورت حال پر ہی لگ جائے جس سے لامحالہ صورت حال مزید تنزلی کا شکار ہو گی۔نتیجتاً ریاست یا تو ہتھیار ڈال دیتی ہے یا پھر باغیوں کو ریاستی امور میں حصہ دار بناتی ہے۔اس کی مثال افریقہ اور عرب ممالک میں آنے والا وہ انقلاب ہے جس کی پشت پناہی تو مغرب نے کی مگر کام کو سرانجام دینے والے ریاست ہی کے افراد تھے۔گوریلا جنگ (Guerrilla Warfare) بھی اسی قسم میں شمار کی جاتی ہے جس میں لڑنے والے ریاست ہی کے افراد ہوتے ہیں لیکن ان کو امداد مملکت کے باہر سے کوئی ادارہ کسی مقصد کے تحت دے رہا ہوتا ہے۔گوریلا جنگ کی مثال سقوط ڈھاکہ میں مکتی باہنی تنظیم کا کردار ہے۔اس کا پس منظر یوں تھا کہ پاکستان کو دولخت کرنے میں ہندستان نے مشرقی پاکستان، جس کو اب بنگلہ دیش کہتے ہیں، کے لوگوں کو اپنی ہی ریاست کے خلاف استعمال کیا۔جس کے لیے وہاں کے لوگوں کو مالی امداد کے ساتھ جنگ کی تربیت بھی دی تو جو لوگ تربیت کر کے آئے اس گروہ کا نام مکتی باہنی تھا۔اس تنظیم نے ہندوستان کی فوج کو ریاست کے اندر سے مدد فراہم کی اور یہ لوگ پاکستان یعنی اپنی ہی ریاست کے خلاف لڑتے رہے۔ اس کی ایک اور مثال یوغوسلاویہ کی ریاست ہے جو بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی میں دنیا کی آٹھویں بڑی فوج شمار کی جاتی تھی مگر جب اس میں خانہ جنگی کروائی گئی تو وہ مزید پانچ ممالک میں تقسیم ہو گئی۔گوریلا جنگ لڑنے والوں کو اس بات کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ نہ تو وہ باضابطہ فوجی ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی وردی ہوتی ہے جس کی وجہ سے دشمن ان کو پہچاننے سے قاصر ہوتا ہے۔سقوط ڈھاکہ میں جو کردار ہندستان نے اپنایا اسی کو وہ موجودہ دور میں پاکستان کے صوبہ

بلوچستان میں اپنائے ہوئے ہے جس کی مثال وہاں کے علیحدگی پسند گروہ ہیں جن کو مدد پہنچانے کے لیے کلبھوشن یادیو جیسے جاسوس موجود ہیں۔(1)

فوج کے ساتھ دیگر اداروں کو بھی اس میں استعمال کرنا جنگ کی چوتھی نسل کی خصوصیت ہے جو اس کو باقیوں سے الگ بناتی ہے۔ مغربی ممالک کے لیے کسی بھی ملک کو فوج کے بغیر ہی کمزور کرنا اب کوئی زیادہ مشکل کام نہیں ہے اس لیے کہ اقوام متحدہ پر ان ہی کی اجاری داری ہے۔ اس دارے کے ذریعہ وہ جس ملک پر چاہتے ہیں معاشی یا ریاستی پابندیاں لگا کر اتنا کمزور کر دیتے ہیں کہ وہ کسی سے جنگ کرنے کے لیے وسائل سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے موجودہ دور میں ایران اس کی واضح مثال ہے۔

پانچویں نسل کی جنگ(Fifth Generation Warfare)

جنگ کی پانچویں نسل کو 2010ء میں لیفٹینٹ کرنل البرٹس (Lieutenant Colonel Alberts) نے متعارف کروایا۔ اس جنگ کا بنیادی ہتھیار پروپیگنڈا (Propaganda) جبکہ اس کا میدان میڈیا (Media) اور اس میں بھی خاص طور پر سوشل میڈیا (Social Media) ہے۔ اس جنگ نے چند ممالک ہی کو نہیں بلکہ دنیا کی مضبوط ترین طاقتوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ امریکہ کے سابقہ ڈپٹی سیکرٹری ڈیفنس ڈاکٹر سٹیفن بوسی (Doctor Steven Bucci) اس جنگ کو شروع کرنے کا سبب اپنے ایک مضمون میں ان الفاظ سے لکھتے ہیں:

> "*We no longer have luxury of a linear, series type engagement. We now require an integrated simultaneous approach that has soldiers who can development and intelligence gathering, who know the psycho-social dynamics of the people among whom they live and move. It requires information operations that range from paper leaflets to the most sophisticated cyber campaigns*."(2)

"اب ہمارے پاس زیادہ دیر تک مہنگی جنگیں لڑنے کے لیے سرمایہ نہیں ہے۔ اب ہمیں ایک ایسی مضبوط سوچ کی ضرورت ہے جس میں بیک وقت سپاہی معلومات کو اکٹھا بھی کریں اور لوگوں کی سماجی مصروفیات سے آگاہ بھی ہوں

---

(1) ایضا

(2) http://securitydebrief.com/2010/09/29/fifth-generation-warfare-a-growing-concept

جن کے درمیان وہ رہ رہے ہیں۔اس مقصد کے حصول کے لیے انہیں ایسی کارویئوں کی ضرورت ہے جو کتابوں سے لے کر جدید ترین سائبر مہموں تک پھیلے ہوئے ہوں"

امریکہ کے دفاع جیسے اہم ادارے کے اعلی افسر کا اپنے مستقبل بارے لائحہ عمل کا اس طرح اظہار کرنا واضح کرتا ہے کہ اب دنیا میں جنگیں کس نوعیت کی ہوں گی۔ڈاکٹر سٹیفن بوسی (Doctor Steven Bucci)کا یہ کہنا بجا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ مہنگی بارودی جنگیں زیادہ دیر تک نہیں لڑی جاسکتیں اور خاص طور پر دور دراز کے علاقوں میں جا کر لڑنا اور بھی اخراجات کا متقاضی ہے۔امریکہ نے افغانستان میں اپنی حالیہ بیس سالہ جنگ کے دوران 778ارب ڈالر خرچ کیے۔([1]) جبکہ پاکستان جیسے ملک کا مجموعی بیرونی قرض تقریبا 127ارب ڈالر ہے۔([2])امریکہ اگرچہ دنیا کے امیر ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے لیکن اس کے لیے بھی اس طرح کی مہنگی جنگیں زیادہ دیر تک لڑنا ممکن نہیں رہیں۔اس کا حل یہ نکالا گیا ہے کہ اب جنگ کے ذرائع تبدیل ہونے چاہیں تاکہ جنگ پر خرچ کم آئے لیکن دشمن کو مالی نقصان اتنا ہی پہنچے جتنا کہ روایتی جنگ میں ہوتا ہے۔

مختلف جنگی انواع اور ان کے تقابل کا مختصر چارٹ:

جنگوں کی اقسام	قوت	محاذ	مخالف	اہداف	مثالیں
پہلی قسم	تلوار، چاقو، نیزہ	آمنے سامنے	بری فوج	جانی نقصان	انگلش سول وار
دوسری قسم	بندوق، بارود	میدان، سمندر	بری و بحری افواج	فوجی املاک	دوسری جنگ عظیم
تیسری قسم	فضائی حملے	بری، بحری، فضائی	تینوں افواج	دیگر ریاستی نقصان	عرب اسرائیل جنگ
چوتھی قسم	سیاسی مداخلت	غیر حربی طریقے	ریاستی ادارے	بدامنی	سقوط ڈھاکہ
پانچویں قسم	سوشل میڈیا	میڈیا	پوری قوم	بے راہ روی	دور حاضر

ہر جنگ کو لڑنے کے لیے مختلف حربے اور طریقے استعمال ہوتے ہیں اسی طرح ففتھ جنریشن وار فیئر کو بھی لڑنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال ہوتے ہیں جن کو ذیل میں تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

سوشل میڈیا (Social Media)

آکسفورڈ ڈکشنری (Oxford Dictionary) میں سوشل میڈیا کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

(1)https://www.bbc.com/urdu/world-56767966

(2) https://www.dawnnews.tv/news/1186472

"Social media means a broad category or genre of communications media which occasion or enable social interaction among groups of people, whether they are known to each other or strangers, localized in the same place or geographically dispersed."[1]

"سوشل میڈیا سے مراد مواصلاتی ذرائع ابلاغ کی وسیع نوع یا قسم ہے جو لوگوں کے گروہوں کے درمیان سماجی رابطہ کا موقع فراہم کرتا ہے یا رابطہ کو بناتا ہے چاہے وہ ایک دوسرے سے واقف ہوں یا اجنبی، ایک ہی جگہ سے تعلق رکھتے ہوں یا جغرافیائی طور پر منتشر ہوں۔"

سوشل میڈیا سے مراد انٹرنیٹ (Internet) کے ذریعہ کسی سے رابطہ کرنا ہے جس کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں جن میں سے ایک کا تعلق نجی جبکہ دوسرے کا معاشرتی نوعیت کا ہے۔ انٹرنیٹ پر کئی اپلیکیشنز (Applications) ایسی ہیں جن میں آدمی کسی کو بھی ذاتی نوعیت کا سوال بھیج سکتا ہے مثلا واٹس ایپ (WhatsApp) جبکہ دیگر کئی ایسی اپلیکیشنز (Applications) بھی ہیں جن میں ہزارہا لوگوں کے سامنے اظہار خیال کیا جاتا ہے جن میں فیس بک (Facebook) اور انسٹا گرام (Instagram) وغیرہ شامل ہیں۔

سوشل میڈیا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا میں کاروبار کے لحاظ سے سب سے مہنگی چیز جو فروخت ہوئی ہے وہ سوشل میڈیا کی ایک ایپ (App) ہے جس کو چوالیس ارب ڈالر میں خریدا گیا ہے۔ اس ایپ کا نام ٹویٹر (Twitter) ہے جبکہ خریدار دنیا کا امیر ترین آدمی ایلون مسک (Elon Musk) ہے۔[2] ایک ایسی چیز جس کا کوئی حسی وجود نہیں لیکن اس کی قدر و قیمت اتنی ہے کہ اس کو دنیا کی مہنگی ترین چیز ہونے کا اعزاز حاصل ہونا واضح کرتا ہے کہ اس کا لوگوں کی زندگی میں کتنا عمل دخل ہے۔ حالانکہ ٹویٹر (Twitter) کوئی ایسی ایپ نہیں جس کو دنیا میں سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہو بلکہ اس سے بہت زیادہ استعمال ہونے والی ایپز (Apps) بھی موجود ہیں لیکن اس کا اثر بہت اہم حلقوں میں ہے۔ اگر صرف واٹس ایپ (WhatsApp) کی مثال کو لیا جائے تو اس کو دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد لوگ استعمال کرتے ہیں جبکہ ٹویٹر (Twitter) پر صرف تیئیس کروڑ لوگ موجود ہے۔[3] ٹویٹر (Twitter) کو استعمال کرنے والوں کا لوگوں کی زندگیوں میں اتنا عمل دخل ہے کہ جس کی وجہ سے عالمی سطح کی

(1) A S Hornby, Oxford Advanced Learner's Dictionary of Current English, Oxford University Press, China, 2015, p1433

(2) https://www.bbc.com/urdu/science-61116438

(3) https://www.businessofapps.com/data/whatsapp-statistics

چیزوں میں تبدیلی آتی ہے اسی لیے ایلون مسک (Elon Musk) نے اس کو خریدا۔ سوشل میڈیا (Social Media) کو ففتھ جنریشن وارفیئر کے ایک اہم ذریعہ کے طور پر استعمال کیے جانے کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

بی بی سی (BBC) کی رپورٹ کے مطابق امریکی سینیٹ کی ایک خفیہ کمیٹی نے واضح طور پر اپنے بیان میں موقف اپنایا کہ ان کے ہاں ہونے والے 2016ء اور 2020ء کے صدارتی انتخابات میں روس نے مداخلت کی ہے۔ 2016ء کے انتخابات کے فوراً بعد ہی سے روس پر اس معاملہ کا الزام لگتا رہا کہ ان کے انتخابات پر ٹویٹر (Twitter) کے ذریعہ اثر انداز ہونے کی صورت میں ہی ایک امیر ترین کاروباری شخص ڈونلڈ ٹرمپ (Donald Trump) امریکہ کے صدر بننے میں کامیاب ہوئے۔ 2016ء کے امریکی انتخابات میں کامیاب ہونے والے امیدوار نے ان تمام دعووں کو رد کیا ہے کہ ان کو جتوانے میں براہ راست یا خفیہ طور پر کسی نے ان کا ساتھ دیا ہو۔ امریکہ کی ریپبلکن پارٹی (Republican Party) سے تعلق رکھنے والے ٹرمپ (Trump) نے یہ موقف اپنایا کہ ان کے ساتھ کیا جانے والا یہ سلوک انصاف پر مبنی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے پہلے کسی بھی سیاست دان کے ساتھ ایسا کیا گیا ہے۔ امریکہ کے ایوان اعلیٰ یعنی سینیٹ کی خفیہ کمیٹی کا یہ بیان اس تفتیش کے بعد آیا جو کہ ان کی مشہور ایجنسی ایف بی آئی (Federal Bureau of Investigation) نے کی اور جس میں صدر ٹرمپ کے داماد جیرڈ کشنر (Jared Kushner) بھی شامل تفتیش رہے۔[1]

2020ء کے امریکی صدارتی انتخابات بارے بھی روس پر الزام ہے کہ انہوں نے سابقہ صدر ٹرمپ (Trump) کو کامیاب کروانے کے لیے ٹویٹر کے ذریعہ اس لیے کوشش کی کہ ٹرمپ روسی صدر ویلدی میر پوٹن (Vladimir Putin) کے مداح ہیں۔ 2020ء میں جو بائیڈن (Joe Biden) کے امریکی صدر بننے کے بعد روس پر امریکی انتخابات میں مداخلت کا جو الزام لگا اس میں پاکستان کے افراد کا ملوث ہونا بھی بتایا گیا۔ امریکہ کے محکمہ خزانہ کی طرف سے بی بی سی (BBC) کی رپورٹ کے مطابق چھ پاکستانی افراد جبکہ پانچ کمپنیوں پر اس وجہ سے پابندی لگائی گئی کہ انہوں نے روس کی خفیہ ایجنسی آئی آر اے (Internet Research Agency) کو امریکی شہریت رکھنے والے افراد کے ڈرائیونگ لائسنسوں (Licenses) کی تصاویر فراہم کیں جن کی مدد سے انہوں نے ان افراد کے ناموں پر جعلی اکاؤنٹنس (Accounts) بنا کر انہیں استعمال کیا۔ سماجی رابطہ کی ایک اور ویب سائیٹ (Website) فیس بک (Facebook) پر بھی ایسا ہی الزام لگا جس پر اپنے پہلے رد عمل میں اس کے بانی مارک زکر برگ (Mark Zukcerberg) نے اس کی تردید کی تاہم بعد میں اس بات کو قبول کیا کہ 2016ء کے امریکی صدارتی انتخابات سے پہلے روس کی طرف سے ان کو تین ہزار اشتہارات موصول ہوئے جن کی قیمت ایک لاکھ

---

(1) https://www.bbc.com/urdu/world-56779347

امریکی ڈالر تھی۔ جون 2015ء سے مئی 2017ء کے درمیان ان اشتہارات کو چلانے کا معاہدہ طے پایا اوران کو ایسے پیجز(Pages) سے چلایا گیا جو بالکل نئے یا پھر غیر مستند تھے۔ان اشتہارات کو خفیہ رکھنے کے لیے روس سے باہر کے اکاؤنٹس(Accounts) سے چلایا گیا تاہم ایک دوسرے سے منسلک ضرور تھے۔ فیس بک (Facebook)کے قوانین کے مطابق ایسے کاؤنٹس(Accounts) جو غیر مستند ہوں ان کے لیے زیادہ گنجائش نہیں ہوتی اس لیے کچھ عرصہ بعد ان کو بند کر دیا گیا۔روس کی طرف سے دئے گئے اشتہارات میں امریکہ کے کسی خاص امیدوار کو کامیاب بنانے کی کوئی حمایت نہ تھی بلکہ ان میں بڑے سلیقے سے حساس موضوعات کو چھیڑا گیا تھا جس سے بالواسطہ ریپبلکن پارٹی(Republican Party) کے مؤقف کو تقویت ملتی تھی۔ ان موضوعات میں گن کنٹرول (Gun Control)، امیگریشن (Immigration) اور ٹرانس جینڈر (Transgender)افراد وغیرہ شامل تھے۔ روس کی طرف سے چلائی گئی اس مہم کا نتیجہ ڈونلڈ ٹرمپ(Donald Trump) کی کامیابی کی صورت میں برآمد ہوا جس کا بہت سے لوگوں کو یقین نہ ہوا کیونکہ بظاہر حریف جماعت کی امیدوار ہیلری کلنٹن (Hillary Clinton)ایک مضبوط امیدوار تھی۔ روس کی یہ حمایت صرف انتخابات تک محدود نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی ان کی طرف سے صدر ٹرمپ(Trump) کی حمایت میں سوشل میڈیا(Social Media) کی یہ مہم جاری رہی۔([1])

امریکہ دنیا میں جمہوریت کا علمبردار ملک ہے اور اس میں صدیوں سے جمہوری نظام بغیر کسی تعطل کے جاری ہے ۔ تیسری دنیا کے ممالک کو عام طور پر امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں نافذ جمہوریت کی مثال دے کر ہی قائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ ہی نظام موجودہ دور کے مسائل کا بہترین حل ہے۔ امریکہ جیسے ملک کے سیاسی نظام میں کسی دوسری ریاست کی طرف سے مداخلت کرنا اور پھر اس کو امریکہ کے اعلی اداروں کی طرف سے تسلیم کر لینا واضح کرتا ہے کہ دنیا میں ففتھ جنریشن وارفیئر کس تیزی سے پھیل رہی ہے اور اس کے سد باب کے لیے ہر ملک کے دفاعی نظام میں اہم تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔

سائبر حملہ(Cyber Attack)

کمپیوٹر (Computer) کی ایجاد سے اتنی تبدیلی رونما ہوئی کہ دنیا کے لیے گلوبل ولیج (Global Village) کی اصطلاح استعمال ہونا شروع ہو گئی لیکن جہاں اس کے آنے سے بہت فوائد ملے وہیں بہت سے مسائل نے بھی جنم لیا۔ان مسائل میں سے ایک سائبر حملہ بھی ہے اور اس کو بھی ففتھ جنریشن وارفیئر کا ایک اہم ہتھیار شمار کیا جاتا ہے۔سائبر حملہ کی تعریف مندرجہ ذیل ہے:

(1) Ibid

"Cyber-attack means the act of trying to damage or destroy a computer network, computer system or website by secretly changing information on it without permission."(1)

"سائبر حملہ سے مراد کسی کمپیوٹر نیٹ ورک، کمپیوٹر سسٹم یا ویب سائٹ پر بغیر اجازت کے خفیہ طور پر معلومات تبدیل کرکے اسے نقصان پہنچانے یا تباہ کرنے کی کوشش کرنا ہے"

کمپیوٹر کی تاریخ میں کئی ایسے واقعات ہیں جن میں ہیکرز (Hackers) نے خفیہ طور پر کسی کے کمپیوٹر کی معلومات کو تبدیل یا ختم کر دیا۔ اکیسویں صدی عیسویں کے آغاز سے سائبر حملوں منظم انداز سے کیے جانے لگے تب سے ہی مختلف حکومتوں نے اس کی حفاظت کے انتظامات کرنے شروع کیے۔ امریکہ کے صدر جو بائیڈن (Jeo Biden) نے اپنے ایک بیان میں اس خدشے کا اظہار کیا کہ امریکہ کی آئندہ ہونے والی جنگ کی وجہ سائبر حملے ہوں گے۔ اس بیان کا پس منظر روس اور چین کی طرف سے بار بار امریکہ کے خلاف ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جانا ہے۔ بڑھتے ہوئے سائبر حملوں کے پیش نظر امریکی صدر کے ایجنڈوں میں سرفہرست ان حملوں کے لیے بہترین دفاع کو یقینی بنانا ہے۔(2)

دنیا میں بڑے سائبر حملوں میں سے ایک امریکہ کی سب سے بڑی تیل کی پائپ لائن پر حملہ تھا۔ بی بی سی (BBC) کی رپورٹ کے مطابق 2021ء کے تقریبا وسط میں کیا جانے والا یہ حملہ امریکہ جیسی بڑی ریاست کے لیے بھی دردسر بن گیا۔ اس حملہ کو کرنے والے گروپ کا نام ڈارک سائیڈ (Dark Side) جبکہ اس کا تعلق روس سے ہے۔ کولونیل پائپ لائن (Colonial Pipeline) امریکہ کی سب سے بڑی پائپ لائن ہے جس سے روزانہ 25 بیرل تیل گزرتا ہے۔ اس پائپ لائن کا سسٹم کمپیوٹرائز (Computerize) تھا جس کو ہیکرز نے معطل کرکے اس کے بدلے بیس لاکھ امریکی ڈالرز کا مطالبہ کیا تھا۔ امریکی پائپ لائن پر حملہ ریاست کے لیے اتنا خطرناک تھا کہ اگر ہنگامی طور پر نئے قانون کو نافذ نہ کیا جاتا تو تمام ریاستوں میں تیل کی سپلائی بڑے پیمانے پر متاثر ہوتی۔ نئے قانون کے نافذ ہونے سے ٹینکرز (Tankers) کے ذریعہ تیل دیگر ریاستوں تک منتقل کیا گیا۔ اس ہنگامی کاروائی کے باوجود امریکہ کی پچاس ریاستوں میں سے اٹھارہ ریاستوں کو تیل کی سپلائی متاثر ہوئی۔ یہ پائپ لائن اتنی اہم ہے کہ اس سے تیل کی مختلف اقسام کو سپلائی کیا جاتا ہے جن میں پٹرول (Petrol)، ڈیزل (Diesel) اور جیٹ فیول (Jet Fuel) وغیرہ شامل ہیں۔ امریکی پائپ لائن پر حملہ کرونا وائرس (Corona Virus) کے دوران ممکن ہوا کہ اس دوران کمپنی کے زیادہ تر ملازمین گھروں میں بیٹھ کر کام سرانجام دے رہے تھے۔ حملہ کرنے والوں نے ملازمین کی طرف سے منتقل کی جانے والی

---

(1) A S Hornby, Oxford Advanced Learner's Dictionary of Current English, p371

(2) https://www.independenturdu.com/node/74456

معلومات کا سراغ لگا کر ہیک (Hack) کر لیا۔ڈارک سائیڈ (Dark Side) گروپ کی طرف سے پیسوں کا مطالبہ کیا جانا بظاہر اس حملہ کو برائے تاوان کا رنگ دیتا ہے لیکن اس کے پس پشت روس کی ریاست ہے۔اس گروپ کی تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے کبھی ایسے ملک پر حملہ نہیں کیا جن کا تعلق کامن ویلتھ آف انڈیپنڈنٹ سٹیٹس (Common Wealth of Independent States) سے ہو۔اس تنظیم میں وہ ممالک شامل ہیں جو روس کے ٹکڑے ہو جانے کی صورت میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔([1])

زیوں کو اگلی جنگ کا پیش خیمہ قرار دینا واضح کرتا ہے کہ آئندہ ہونے والی جنگ تلواروں، ٹینکوں یا جہازوں کی نہیں بلکہ صرف ایک بٹن دبانے کی دوری پر ہو گی۔سائبر حملہ کرنے والے جو امریکہ جیسی سپر پاور کی اہم تنصیبات کو معطل کر سکتے ہیں تو دفاعی نظام تک ان کی رسائی بعید از عقل نہیں ہے۔سائبر حملہ کو اسی لیے ففتھ جنریشن وارفیئر کے اہم ذریعہ کے طور پر شمار کیا جاتا ہے کہ اس سے دشمن کے اہم رازوں تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔سائبر حملوں کا آغاز حادثاتی طور پر ایک وائرس (Virus) کے بننے سے ہوا تھا جبکہ اب یہ ایک مضبوط اور منظم کاروائی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

قانون (Law)

قانون سے مراد ایسا اصول یا حکم ہوتا ہے جس کو کسی ادارے یا حکومت کی طرف سے معاشرہ پر اس لیے نافذ کیا جاتا ہے تاکہ نظام زندگی اچھے طریقے سے چل سکے اور اسی سے ہی معاشرہ کے اجتماعی رویے کا اظہار ہوتا ہے۔اقوام کی تاریخ بتاتی ہے کہ قوانین کی حدبندی مذہب کی روشنی میں کی جاتی تھی پھر جب سے دنیا میں ملکوں کی تقسیم زیادہ گہری ہوتی گئی تو یہ حق ریاست نے اپنے ذمے لے لیا جبکہ اس کے مطابق فیصلہ سنانے اور اس پر عملدرآمد کروانے کی ذمہ داری کے لیے دیگر اداروں سے مدد لی جاتی رہی۔ہر ملک کے قانون کی حد اس کی سرحدوں تک رہتی ہے اسی لیے کئی لوگ اپنے ملکی قانون سے بچنے کی خاطر دوسرے ممالک اور خطوں میں بھی جا کر آباد ہوتے رہے ہیں۔دنیا کے مختلف خطوں میں آباد لوگوں کے ایک دوسرے سے بڑھتے ہوئے تعلقات کا ایک تقاضہ یہ بھی تھا کہ عالمی سطح کے قوانین بھی ہونے چاہیں جو تمام دنیا کے لوگوں اور ممالک کے لیے یکساں مفید ہوں۔اس مقصد کے حصول کے لیے عالمی عدالت معرض وجود میں آئی جو اقوام متحدہ کے بنائے ہوئے قوانین کی روشنی میں فیصلے کرتی ہے۔ایسے ممالک جو اقوام متحدہ میں قانون سازی کی طاقت رکھتے ہیں وہ قوانین کو اپنے مخالف ممالک کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔اسی لیے قانون کو بھی ففتھ جنریشن وارفیئر کے ایک اہم ذریعہ کے طور پر شمار کرتے ہیں۔

---

(1) https://www.bbc.com/urdu/world-57054924

بی بی سی (BCC) کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں سب سے زیادہ عالمی پابندیاں برداشت کرنے والا ملک شمالی کوریا سمجھا جاتا ہے۔ تقریباً سات دہائیوں سے زیادہ عرصہ سے وہ نہ صرف امریکہ بلکہ دیگر ممالک کی طرف سے بھی عالمی پابندیوں کو برداشت کر رہا ہے۔ شمالی کوریا پر لگائی جانے والی پابندیوں کی تین بڑی وجوہات بتائی جاتی ہیں۔ ان میں پچھلی صدی عیسوی کے تقریباً نصف میں اس کا اپنے پڑوسی ملک سے جنگ کرنا، جوہری ہتھیاروں کی تیاری کرنا اور سائبر دہشت گردی میں ملوث ہونا ہے۔ ان تمام وجوہات میں سے اہم ترین وجہ اس کا جوہری ہتھیاروں کو تیار کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی ایسے تمام ملکوں کو جو اپنے دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے کوشاں ہیں پابندیوں میں جکڑ کر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ کوئی ملک ان کے مدمقابل کھڑا نہ ہو سکے۔ ان پابندیوں کی نوعیت ایک ہی نکتہ کے گرد گھومتی ہے اور وہ معیشت ہے۔ پابندی لگانے والے سمجھتے ہیں کہ اگر کسی ملک کی تجارت کو ختم یا زیادہ سے زیادہ محدود کر دیا جائے تو وہ خود بخود کمزور ہو کر خاموش ہو جائے گا۔ امریکہ نے شمالی کوریا پر پچھلی صدی کے نصف سے نہ صرف مکمل تجارتی پابندیاں لگا دی تھیں بلکہ اس کے اثاثے بھی منجمد کر دئے تھے۔ ان میں خام مال سمیت تمام زرعی مصنوعات بطور خاص شامل تھیں تاکہ ان کو سخت پابندیاں شمار کیا جائے۔ ان پابندیوں کو لگاتے ہوئے بینکوں، اعلی اداروں، تجارتی کمپنیوں کی فہرستیں بنا کر کوشش کی گئی کہ عالمی سطح پر اس بات کو منوایا جائے کہ شمالی کوریا ایک دہشت گرد ریاست ہے لہذا اس کے ساتھ کسی بھی قسم کا لین دین نہ کیا جائے۔ عالمی معیشت سے دور رکھنے کے لیے ڈالر پر مبنی کسی بھی تجارت کو ان کے لیے ممنوع قرار دیا اور ورلڈ بینک (World Bank) سمیت تمام عالمی مالیاتی اداروں تک رسائی کو بھی روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ شمالی کوریا کا ردعمل ان تمام پابندیوں پر جارحانہ رہا ہے۔ اس نے پابندیوں کو ختم کرنے کے بجائے اپنی تجارت کے لیے متبادل راستوں کو تلاش کیا۔ اپنے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے اب بھی وہ ہر ممکن کوشش جاری رکھے ہوئے ہے۔[1]

امریکہ دنیا میں واحد سپر پاور (Sole Super Power of the Earth) بنا رہنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ جہاں پر بھی اسے لگتا ہے کہ کوئی بھی ملک کسی بھی طرح مضبوط ہونے کی کوشش کر رہا ہے یہ اس کو روکنے کے لیے اقدامات اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ کسی بھی ملک کو پوری دنیا کے سامنے ایک دہشت گرد کے طور پر پیش کرنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے اگرچہ دنیا کے کئی ممالک کو خود امریکہ نے بارود کا ڈھیر بنا دیا ہے جن میں عراق اور افغانستان ماضی قریب کی مثالیں ہیں۔ اقوام متحدہ کا کردار امریکہ کے معاملہ میں نہ صرف دوہرا بلکہ تشویشناک ہے۔ اگر شمالی کوریا جیسا ملک اپنے دفاع کے لیے کوئی ہتھیار بنائے تو وہ قابل گرفت جبکہ امریکہ ہتھیار بنانے سے بڑھ کر

(1) Ibid

جاپان پر دو ایٹم بم گرا کر بھی دنیا میں امن پھیلانے کے نوبل پرائز (Nobel Prize) کا حقدار قرار پاتا ہے جس پر بعد میں انعام دینے والوں کو شرمندگی بھی ہوئی۔([1])

شمالی کوریا نے تو بارہا تسلیم کیا کہ وہ جوہری ہتھیار بنا رہا ہے اور اس نے کئی تجربات کر کے عملاً بھی اس کا ثبوت دیا جبکہ عراق اس کا انکار کرتا رہا اور امریکہ نے باوجود اس کے اس پر جنگ کو مسلط کیا لیکن اقوام متحدہ کی طرف سے اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ اقوام متحدہ کے کسی نمائندہ کا کوئی بیان امریکہ کی مخالفت میں آنے کا مطلب بھی فقط مظلوموں کو دلاسہ دینا ہی ہے جس میں کوئی سنجیدگی نہیں۔

اگر اقوام متحدہ سنجیدگی سے امریکہ کو اقوام عالم اور خصوصا مسلمانوں پر ظلم سے روکنا چاہے تو اس پر ویسے ہی پابندیاں لگائے گا جیسا کہ دیگر ممالک کے بارے وہ قانون سازی کرتا ہے۔ ففتھ جنریشن وارفئیر کے ذریعہ کے طور پر امریکہ شمالی کوریا کے خلاف عالمی قوانین کا سہارا لیتے ہوئے پابندیاں لگائے ہوئے ہے تا کہ وہ معاشی طور پر کمزور ہو کر اس کے حریفوں کی صف ہی سے نکل جائے اور باضابطہ جنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

معیشت(Economy)

انفرادی زندگی سے اجتماعی نظام تک معاش کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ عالمی مالیاتی اداروں کی طرف سے کسی ملک کو معاشی مسائل سے دوچار کر کے کمزور کرنا بھی ففتھ جنریشن وارفئیر کا حصہ ہے۔ آئی ایم ایف (International Monitory Fund) اور ورلڈ بینک (World Bank) دنیا میں دو بڑے مالیاتی ادارے ہیں جن کے پاس پسماندہ ممالک قرض لینے کے لیے جاتے ہیں۔ مذکورہ اداروں سے قرض لینے والے ممالک پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنی معاشی منصوبہ بندی ان اداروں کی شرائط کے مطابق بنائیں۔ جن ممالک نے بھی آئی ایم ایف (International Monitory Fund) سے قرض لیا ہے ان میں سے اکثریت اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکے۔

ڈان نیوز(Dawn News) کی رپورٹ کے مطابق آئی ایم ایف (International Monitory Fund) کی شرائط کی اہم ترین شق حکومتی سبسڈی (Subsidy) یعنی رعایت کو ختم کرنا ہے۔ قرض کی بر وقت واپسی کے لیے قیمتوں کو بڑھایا جاتا ہے جس سے مہنگائی میں ہوش ربا اضافہ ہوتا ہے۔ زراعت کے شعبہ سے متعلق اشیاء کسانوں کے پہنچ سے باہر ہونے کے سبب ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جس سے ملک زرعی طور پر بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ زرعی مصنوعات کو خریدنے کے لیے مقروض مملکت پر شرط عائد ہوتی ہے کہ وہ قرض خواہ عالمی مالیاتی اداروں

---

(1) https://aimstv.tv/index.php/en/k2/item/4472-2015-09-19-11-03-22

کی طرف سے مقرر کردہ ممالک سے ان کی خریداری کریں جس پر بھاری ٹیکس (Tax) عائد ہونے سے مذکورہ چیزیں زیادہ مہنگی قیمت پر خرید ناپڑتی ہیں۔ مملکت کی معاشی صورت حال کے ابتر ہونے سے اس کے اداروں کی نجکاری کی نوبت بھی آجاتی ہے لیکن ان کو خریدنے کے لیے قومی افراد کے لیے بھاری ٹیکس ہونے کے سبب خریداری ناممکن ہوتی ہے جبکہ بین الاقوامی تاجر اسے آسانی سے خرید لیتے ہیں جس سے قومی ادارے غیر ملکیوں کے تحویل میں چلے جاتے ہیں۔[1]

حیرت انگیز طور پر آئی ایم ایف(International Monitory Fund) کی شرائط میں کہیں بھی افسر شاہی یا حکومتی کابینہ کے اخراجات پر کوئی بات نظر آتی ہے اور نہ ہی بدعنوانی میں ملوث سیاستدانوں وافسران بارے سزا کا کوئی ضابطہ موجود ہے۔ حالانکہ ان اداروں کی طرف سے حکومتوں کو مختصر کابینہ رکھنے اور افسران کو دی جانے والی بے جا سہولیات پر پابندی لگانا کچھ مشکل نہیں۔

بی بی سی (BBC) کی رپورٹ کے مطابق عالمی مالیاتی اداروں کی طرف سے پسماندہ ممالک کو قرض دیتے وقت اس بات کی یقین دہانی کروائی جاتی ہے کہ وہ ان کے خیر خواہ ہیں اور مدد اس لیے کر رہے ہیں تاکہ ان کا ملک خوش حالی کی راہ پر آسکے لیکن دراصل واردات کا آغاز اسی خوش نما بات سے ہوتا ہے۔ قرض دینے والے عالمی ادارے ایسی کڑی شرائط عائد کرتے ہیں کہ جن کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے جبکہ مقروض ممالک پر دیوالیہ ہونے کی تلوار ہر وقت لٹکتی رہتی ہے۔ دیوالیہ ہونے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ قرض خواہ ادارے اس ملک کے وسائل پر بلاواسطہ قبضہ کر لیں جیسا کہ عمومی طور پر ملکی بینک کسی ادارے سے کرتے ہیں لیکن اس کے ایسے برے نتائج بر آمد ہوتے ہیں کہ اس ملک کا معاشی طور پر مستحکم ہونا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ دیوالیہ ہونے سے مراد کسی بھی ملک کا عالمی ادارے کو قرض کی قسط کا بر وقت ادا نہ کرنا ہے اور یہ اس بات کی واضح علامت ہوتا ہے کہ اس ملک کے پاس انتہائی کم پیسے رہ گئے ہیں۔ عالمی مالیاتی اداروں کے منظم انداز سے قرضے دینے سے لے کر اب تک تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب ممالک دیوالیہ ہوئے ہیں۔ جب کسی ملک کے بارے اعلان ہو جائے کہ وہ فلاں عالمی ادارے کا نادہندہ ہے یعنی دیوالیہ ہو گیا ہے تو اس کے بعد سب سے پہلا اثر اس پر یہ مرتب ہوتا ہے کہ کوئی بھی عالمی ادارہ اسے مزید قرض نہیں دیتا۔ غیر ملکی ذرائع سے قرض نہ ملنے کی صورت میں اندرون ملک کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مقامی کرنسی کو مزید چھاپا جاتا ہے جس کا نتیجہ بے تحاشا مہنگائی کی صورت میں نکلتا ہے۔ کرنسی کے زیادہ ہونے کی صورت میں عالمی سطح پر اس کی قدر کا کم ہونا بھی لازم آتا ہے۔ عالمی سطح کے تاجر نادہندہ ملک سے تجارت بند کرنے کی صورت میں اسے مزید مشکلات سے دوچار کرتے ہیں جس کے منفی اثرت میں سے سب سے اہم بے روزگاری کا بڑھ جانا ہوتا ہے۔[2]

---

(1) https://www.dawnnews.tv/news/1186374

(2) https://www.bbc.com/urdu/pakistan-59750503

معاشی طور پر کمزور ممالک کی حکومتیں عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لیتے وقت اپنے عوام کو بتاتی ہیں کہ ان کی مدد حاصل کرنا ان کے ملک کے لیے ناگزیر ہو چکا ہے جبکہ حزب اختلاف کی جماعتیں ان کے برے اثرات کو گنواتی نظر آتی ہیں۔ قرض لیتے وقت اگر دیوالیہ ہونے کی صورت میں پیش آنے والی مشکلات کو سامنے رکھا جائے تو کوئی بھی ملک عالمی ادارے سے قرض لینے سے قبل متعدد بار دیگر صورتوں پر غور کر کے فیصلہ کرے گا اور قرض نہ لینے کو ترجیح دے گا۔ مقروض نہ ہو کر مشکلات برداشت کرنا مقروض ہو کر مسائل کا شکار ہونے سے بہتر ہے۔

خلاصہ:

جنگوں کو لڑنے کے طریقے اور ان میں استعمال ہونے والے ہتھیاروں کے پیش نظر ان کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ امریکی فوج کے چند افسران نے یہ تقسیم بیسویں صدی عیسوی کی اختتامی دہائیوں میں پیش کی جس کا مقصد جنگ اور اس کے اثرات کو ٹھیک طور پر سمجھنا تھا۔ مذکورہ مصنفین نے جنگوں کی چار اقسام بیان کیں تھیں جبکہ البرٹس (Alberts) نامی مصنف نے جنگ کی پانچویں قسم کو 2010ء میں پیش کیا۔ ففتھ جنریشن وارفئیر یعنی جنگ کی پانچویں قسم کو ہی موجودہ دور میں لڑی جانے والی جنگ شمار کیا جارہا ہے۔ یہ جنگ روایتی انداز اور ہتھیاروں سے ہٹ کر لڑی جاتی ہے۔ اس کے ہتھیار میڈیا، قانون، معیشت اور سائبر حملے وغیرہ ہیں۔ ففتھ جنریشن وارفئیر کے شروع کرنے کا سبب ایک سابقہ امریکی افسر نے کم اخراجات کو قرار دیا۔ موجودہ دور میں روایتی جنگوں کے اخراجات برداشت کرنا کسی ترقی یافتہ ملک کے لیے بھی مشکل ہیں۔ ففتھ جنریشن وارفئیر میں کم اخراجات ہونے کے باوجود اہداف کا حصول ویسے ہی ممکن ہوتا ہے جیسا کہ روایتی جنگوں کو لڑ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی جنگ مسلط کرنے والے ملک کو اخراجات بہت کم برداشت کرنا پڑتے ہیں جبکہ جس ملک پر جنگ مسلط کی گئی اس کا نقصان روایتی اور مسلح جنگ کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتا ہے مسلح جنگ سے انسان مرتے ہیں جبکہ نظریاتی جنگ سے انسان زندہ رہنے کے باوجود مرا ہوا ہوتا ہے یا کئی بار مرتا ہے۔

میڈیا ففتھ جنریشن وارفئیر کا اہم اور مؤثر ترین ہتھیار ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں سوشل میڈیا کو استعمال کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہونے کے سبب ہدف کو نشانہ بنانا آسان ہوتا ہے۔ سماجی رابطہ کی ویب سائٹز (Web Sites) اور ایپلی کیشنز (Applications) استعمال کرنے والے اس پر موجود مواد کے بارے حقیقی طور پر نہیں جانتے کہ وہ سچ پر مبنی ہے یا پھر ان کا دشمن غیر محسوس انداز میں ان کے ذہن کو متاثر کر رہا ہے۔ حالیہ سالوں میں اس کی واضح مثال روس کی امریکی صدارتی انتخابات میں مداخلت ہے جس کی تصدیق امریکہ کی خفیہ ایجنسیوں نے بھی کی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے روس نے سوشل میڈیا پر ایسے خفیہ طریقے سے مہم چلائی کہ امریکی عوام کے ذہنوں میں ریپبلکن پارٹی

(Republican Party) کے امیدوار کی پذیرائی ہوگئی۔ فیس بک انتظامیہ نے بھی روس کی طرف سے چلائی جانے والی اس مہم کی تصدیق کی ہے۔

سائبر حملہ ففتھ جنریشن وارفیئر کا دوسرا اہم ہتھیار ہے جس کے ذریعہ سے مخالف کی وہ اہم تنصیبات جو کمپیوٹر کے ذریعہ چلتی ہیں خراب کر کے نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ سائبر حملوں کے میدان میں بھی دنیا کے طاقتور ممالک ایک دوسرے کے خلاف بر سر پیکار ہیں جس طرح ڈارک سائیڈ(Dark Side)نامی روسی ہیکر (Hacker) گروپ نے امریکہ کی کمپیوٹرائزڈ (Computerized) تیل سپلائی کرنے والی لائن کو معطل کر کے ان کے لیے مشکلات کھڑی کیں۔

عالمی قوانین کو استعمال کر کے کسی ملک کو نقصان پہنچانا بھی ففتھ جنریشن وارفیئر کا حصہ ہے۔ امریکہ کے طرف سے شمالی کوریا پر لگوائی جانے والی پابندیاں اسی زمرہ میں آتی ہیں جس سے نہ تو وہ دنیا کے اہم ممالک سے تجارت کر سکتے ہیں اور نہ ہی بین الاقوامی کرنسی کو استعمال کرنے کی انہیں اجازت ہے۔ مذکورہ جنگ کا ایک اہم ہدف دشمن کو معاشی طور پر کمزور کرنا ہے جس کے لیے عالمی مالیاتی اداروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کو روشن مستقبل کا جھانسا دے کر ایسی کڑی شرائط پر قرض دیا جاتا ہے جن کو پورا کرنے کے لیے ہی انہیں بعد میں کئی مرتبہ دوبارہ قرض لینے کی نوبت آجاتی ہے۔ قسط وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں ایسے ملک کو دیوالیہ ظاہر کر دیا جاتا ہے جس سے وہ مہنگائی، بیروزگاری، بدامنی اور لاقانونیت جیسے مسائل کا شکار ہو کر کسی بھی ملک سے لڑنے کی سکت کھو بیٹھتا ہے۔ ففتھ جنریشن وارفیئر کو خطرناک ترین جنگ شمار کیا جاتا ہے کہ اس میں روایتی جنگ کی بنسبت کم وسائل کو بروئے کار لاکر غیر حربی طریقے سے ہی دشمن پر فوقیت حاصل کر لی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆